ڈاکٹر محمد اشرف کمال

اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اردو، جی سی یونیورسٹی ،فیصل آباد

رسائل وجرائد کی اشاریہ سازی: روایت واہمیت

Dr Muhammed Ashraf Kamal

Assistant Professor, Urdu Department,G C University,Faisalabad

Indexation of Journals and Magazines:Tradition and Importance

Journals have basic importance in the field of literary research and criticism, only the journals can reveal the advancement in literature. In the field of research the major source is the knowledgeable matter of journals. The journals perform their duty honestly regarding the traditions in the field of literary activities. Moreover these are the sources of knowledge of modern literary work. Journals can be kept safe in the shape of indexation, within no time we can achieve the access to the required subjects with the help of journals indexation varying matter on the same subject.

رسالہ ایک مقررہ مدت کے بعد شائع ہونے والے تحریری مواد کو کہتے ہیں۔رسالہ سے مُراد وہ تحریری جریدہ ہے جو ایک مقررہ مدت کے بعد شائع ہوتا ہے۔ادبی رسائل ہفت روزہ، پندرہ روزہ، ماہانہ، دوماہی، سہ ماہی، شش ماہی یا سالانہ ہوتے ہیں۔رسائل میں شاعری، مضامین، افسانے، ناول، ناولٹ، خودنوشت، رپورتاژ، خطوط، تبصرے اور دیگر متفرق تحریریں شامل ہوتی ہیں۔رسالے کے حوالے سے ابولاعجاز حفیظ صدیقی لکھتے ہیں:

> ”رسالہ کا لفظ آج کل ان علمی، ادبی، دینی اور فنی پرچوں کے لیے استعمال ہوتا ہے جو معینہ وقفوں سے یعنی ہفت روزہ کی شکل میں ہر ہفتے، ماہناموں کی صورت میں ہر ماہ اور سہ ماہی کی صورت میں ہر تین ماہ بعد شائع ہوتے ہیں۔“(۱)

رسالے کے مقابلے میں اخبار روزانہ ہفت روزہ، پندرہ روزہ یا ماہانہ ہوتے ہیں۔اخبارات میں بنیادی اہمیت خبروں کی ہوتی ہے۔خبروں کے علاوہ اخبارات میں اداریے، فیچر، کالم، مضامین، شاعری، تبصرے، وغیرہ شامل ہوتے ہیں۔اخبار اور رسالے میں بنیادی فرق تحریری مواد کے علاوہ اسلوب کی نوعیت کا بھی ہوتا ہے۔اخباروں میں ہنگامی، فوری اور وقتی نوعیت کی خبریں موجود ہوتی ہیں۔جن کی اہمیت وقتی اور تعلق لمحۂ موجود سے ہوتا ہے جبکہ رسائل کا مواد مستقل نوعیت کا حامل ہوتا ہے جو ماضی، حال اور مستقبل تینوں ادوار پر محیط ہوتا ہے۔رسائل کا

موادعصرِ حاضر کا ترجمان ہوتا ہے، ماضی کا حصہ بن کر تاریخ کی صورت اختیار کر لیتا ہے اور مستقبل کے لیے رجحانات سازی کا فریضہ سرانجام دیتا ہے۔

برصغیر میں ادبی رسائل و جرائد کا آغاز انیسویں صدی میں ہوا۔ان رسائل وجرائد شروع میں مختلف خبریں شائع ہوا کرتی تھیں۔بعد میں خبروں کے ساتھ ساتھ ان میں علمی وادبی مضامین کی اشاعت کا سلسلہ بھی شروع کر دیا گیا۔اِن اخباروں میں خبری صحافت اور ادبی صحافت یکساں طور نظر آتی ہے۔ڈاکٹر مسکین علی حجازی لکھتے ہیں:

> ''۱۸۵۷ء سے پہلے اردو ادبی زبان تھی، جس میں شعری تخلیقات زیادہ تھیں اور نثری تخلیقات زیادہ تر ادبی نوعیت کی تھیں۔ چناں چہ ۱۸۵۷ء سے پہلے کی اردو صحافت زبان اور اسلوب کے لحاظ سے ادب سے زیادہ مختلف نہیں تھی، خبروں تک میں زبان خالصتاً ادبی ہوتی تھی۔''(۲)

اردو زبان میں شائع ہونے والا پہلا ہفتہ وار اخبار ''جامِ جہاں نما'' کلکتہ سے شروع کیا گیا۔''جامِ جہاں نما'' کی ابتدا اردو اخبار کے طور پر ہوئی تھی لیکن ۱۶ مئی ۱۸۲۲ء سے ''جامِ جہاں نما'' فارسی زبان میں شائع کرنا شروع کر دیا گیا۔(۳)

''جامِ جہاں نما'' نے ۱۸۲۳ء میں فارسی اخبار کے ساتھ ساتھ اردو ضمیمے کا آغاز بھی کر دیا۔لیکن اردو ضمیمہ صرف یکم مارچ ۱۸۲۶ء تک شائع ہوا۔بحیثیتِ مجموعی اِس اخبار کو ہم فارسی زبان کا اخبار کہہ سکتے ہیں۔لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ یہ اردو زبان کا پہلا اخبار ہے کیوں کہ اس کی ابتدا اردو زبان میں ہوئی تھی اور پانچ سال تک اِس کا اردو ضمیمہ بھی شائع ہوتا رہا۔کچھ عرصے تک اس رسالے کا دو تہائی حصہ فارسی میں اور ایک تہائی اردو میں نکلا۔

علم و ادب اور تحقیق و تنقید کے باب میں رسائل بنیادی اہمیت کے حامل ہوتے ہیں۔بعض حالات میں رسائل کتب سے زیادہ اہمیت حاصل کر جاتے ہیں کیونکہ ان میں ادب و تنقید اور تحقیق میں ہونے والی پیش رفت سے آگاہی حاصل ہوتی ہے۔رسائل کے بعض خصوصی نمبروں میں کسی ایک ہی موضوع سے متعلق مختلف لوگوں کی تحریریں مل جاتی ہیں،اور مختلف آرا بھی۔پروفیسر عبدالقادر قاضی لکھتے ہیں:

> ''ایک تحقیق کار کا کام صرف کتابوں تک محدود نہیں ہوتا اس کو موضوع سے متعلق تازہ ترین اطلاعات حاصل کرنی ہوتی ہیں جو عام طور پر تازہ رسائل وجرائد سے حاصل ہوتی ہیں۔''(۴)

رسالے اور کتاب میں جہاں اور دوسرے بہت سے فرق ہوں گے وہاں ایک بڑا فرق یہ بھی ہے کہ کتاب تو دوبارہ شائع ہو جاتی ہے مگر رسالے دوبارہ شائع نہیں ہوتے۔اس طرح کوئی رسالہ تین یا چار سو کی تعداد میں شائع ہوتا ہے تو وہ مختلف لائبریریوں،اداروں اور اشخاص میں تقسیم ہو کر چند ماہ کے اندر اندر ختم ہو جاتا ہے۔چالیس پچاس سال یا اس کے بعد اس رسالے تک رسائی ممکن نہیں رہتی۔بہت بھاگ دوڑ اور تلاش کے بعد اگر متعلقہ لائبریری تک پہنچ کر مطلوبہ شمارہ دستیاب بھی ہو جائے تو وہ اتنا شکستہ اور خستہ حال ہو چکا ہوتا ہے کہ اس کو پڑھنا اور اس کی فوٹو کاپی کرانے میں اس بات کا خطرہ رہتا ہے کہ کہیں یہ رسالہ پھٹ نہ جائے یا اس کے اوراق بوسیدہ ہو کر رسالے کی جلد سے باہر نکل کے ضائع نہ ہو جائیں اور اس وقت تو بہت زیادہ مایوسی کا سامنا کرنا پڑتا ہے کہ جب پرانے گرد و غبار میں اٹے رسائل کو کھنگالنے کے

باوجود قارئین اور محققین ان رسائل میں سے اپنا مطلوبہ مواد بھی حاصل نہ کر سکیں۔ایسی صورت حال میں رسائل کے اشاریوں کی ضرورت محسوس کی جاتی ہے۔اشاریہ کے بارے میں ڈاکٹر الٰہی بخش اختر اعوان لکھتے ہیں:

"یہ اصطلاح ادب اور سائنس کی دنیا میں نسبتاً ایک نئی اصطلاح ہے جو مغرب میں وارد ہوئی اور اس کا تصور بھی وہیں سے آیا۔یہ اصطلاح مختلف علوم میں مختلف مفہوم میں استعمال ہوتی ہے۔یہاں ان سب کا بیان مقصود نہیں۔البتہ اردو کتابوں اور رسالوں کے حوالے سے بات کی جائے گی۔اس حوالہ سے اشاریہ سے مراد کسی کتاب یا رسالہ وغیرہ میں شامل مواد کے اہم عنوانات،موضوعات،اہم الفاظ یا شخصیات کی ایک خاص ترتیب ہے جو اس مقصد کو پورا کرے جو اشاریہ ساز کے ذہن میں ہو۔"(۵)

رسائل کا اشاریہ دراصل رسائل میں موجود علمی وادبی خزانے کا آئینہ دار ہوتا ہے۔رسائل کے مواد اور متن کا ایک اشاراتی عکس اشاریے میں دیکھا جاسکتا ہے۔اشاریے کی مدد سے رسالے کے موضوع کے معیار،اسلوب اور لہجے کو بھی پرکھا جاسکتا ہے۔اشاریہ کسی رسالے کی ایک مکمل تصویر پیش کرنے میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔

اردو رسائل کی تاریخ کو آج دو صدیاں ہونے کو آئی ہیں ان دو صدیوں میں اردو میں اخبارات ورسائل کی ایک طویل فہرست نظر آتی ہے۔ان رسائل وجرائد نے اردو میں نت نئے موضوعات،نظریات اور اسالیب کو راہ دی ہے۔بہت سے رسائل کے صرف نام ہی موجود رہ گئے ہیں۔رسائل اور ان کی مکمل فائلیں صفحۂ ہستی سے غائب ہو چکی ہیں۔ان رسائل کو اشاریہ کی مدد سے محفوظ کیا جاسکتا ہے مگر اردو میں رسائل کی اشاریہ سازی کا کام بہت تاخیر سے شروع ہوا جس کی بنیادی وجہ ہمارے ہاں تحقیقی مزاج کی کمی کے ساتھ ساتھ تحقیقی اور اشاریہ سازی جیسی مہارت کا نہ ہونا بھی تھی۔

اشاریہ سازی کا کام بھی دوسرے علوم وفنون کی طرح اردو میں دوسرے ممالک سے آیا۔علوم وفنون کی ترقی کے ساتھ ساتھ اشاریہ سازی کو بھی اہمیت اور استناد ملا۔تحقیق کے ساتھ ساتھ اشاریہ سازی کے رجحان کو فروغ حاصل ہوا۔ڈاکٹر فرزانہ خلیل لکھتی ہیں:

"اگرچہ انڈیکس لاطینی زبان کے لفظ انڈیکیٹر سے ماخوذ ہے،لیکن اشاریہ سازی کے فن کا آغاز انگلستان میں اور اس کی آبیاری امریکہ میں ہوئی۔اس فن کی داغ بیل ڈالنے والوں میں فریڈرک پولی اور ڈبلیو ولسن کا نام خصوصیت سے لیا جاتا ہے۔"(۶)

دوسرے علوم کی نسبت یورپ میں اشاریہ سازی اور فہرست سازی کا کام بہت دیر سے شروع ہوا۔اس حوالے سے "لندن سکول آف اورینٹل اینڈ افریکن اسٹڈیز" کے لائبریرین ایک انگریز مستشرق جے ڈی پیرسن (J.D.Pearson) نے دنیا میں سب سے پہلے اس کی اہمیت وضرورت کو محسوس کیا۔انھوں نے اسلامی لٹریچر کے حوالے سے شائع ہونے والے یورپی زبان کے مواد کے اشاریے (Index Islamicus) کے حوالے سے کام کیا۔ان کے بعد ایرج فشار نے ایران میں "فہرست مقالات فارسی" تیار کی۔لندن میں ۱۸۷۷ء میں سائنسی علوم کی اشاریہ سازی کے لیے "انڈیکس سوسائٹی" قائم ہوئی تو اس نے کئی مفید تحقیقی کام سرانجام دیے۔اس کے بعد لندن لائبریری، برٹش میوزیم اور لائبریری آف کانگریس میں بھی فہرست سازی اور اشاریہ سازی کے حوالے سے جدید بنیادوں پر کام ہوا۔سائنسی رسائل کی

سائنسی طریق کار پر اشاریہ سازی کے لیے دی برٹش ایسوسی ایشن آف سپیشل لائبریریز اینڈ انفارمیشن بیورو نے اشاریہ سازی کے ماہرین کا ایک مشترکہ پینل بنایا تھا۔(۷)

اردو میں بھی اشاریہ سازی کا عمل بہت تاخیر سے شروع ہوا اور اسے ایک کم درجے کی تحقیق سمجھا جاتا رہا۔ بہت سے لوگ ابھی تک اشاریہ سازی کو ایک سہل، آسان اور کلرکانہ کام سمجھتے ہیں۔ اردو میں اشاریہ سے متعلق کتابوں کی اشاعت کے آغاز کو زیادہ عرصہ نہیں گزرا۔ یہی وجہ ہے کہ اردو میں اس حوالے سے ایک بہت بڑے خلا کا احساس ہوتا ہے۔ ڈاکٹر جمیل اختر کے بقول:

''اردو کے شائع شدہ اشاریے جو کتابی شکل میں دستیاب ہیں ان کی عمر چودہ پندرہ سال سے زیادہ نہیں۔''(۸)

رسائل کا اشاریہ کتب کے اشاریے کی طرح سیدھا سادہ نہیں ہوتا بلکہ رسالے کے متنوع مواد اور متنوع اصناف کی وجہ سے اشاریہ بھی متنوع جہات کا حامل ہوتا ہے۔ بہت کم رسائل ایسے ہیں جو صرف ادب کی کسی ایک جہت کا احاطہ کرتے ہیں عموماً زیادہ تر رسائل درج ذیل عنوانات کے تحت علمی و ادبی خزانے کے امین ہوتے ہیں۔

۱۔ اداریہ

۲۔ حمدیہ

۳۔ نعت

۴۔ مقالات

۵۔ غزل

۶۔ نظم

۷۔ دیگر شعری اصناف بھی ہو سکتی ہیں مثلاً قطعہ، رباعی، مرثیہ، سانیٹ غیرہ

۸۔ افسانہ (ناولٹ، ڈراما وغیرہ بھی ہو سکتے ہیں)

۹۔ کتابوں پر تبصرے

۱۰۔ قارئین کے خطوط

۱۱۔ تراجم

ہم کسی بھی رسالے کا اشاریہ جو کہ درج بالا عنوانات پر مشتمل ہو، درج بالا عنوانات کے تحت ہی ترتیب دے سکتے ہیں۔

رسائل کے اشاریوں کی طرف توجہ نہ ہونے کے باعث بہت کم رسائل کے اشاریے بنائے گئے ہیں۔ اس طرح جس رسالے کا اشاریہ بنا ہوا نہ ہو تو اس کے پڑھنے والوں اور اس کا مطالعہ کرنے والوں کی وجہ سے یہ رسالہ اچھی حالت میں کم ہی ملتا ہے۔ کیونکہ رسائل میں عموماً کاغذ بھی اتنا عمدہ استعمال نہیں کیا جاتا۔ اس کے علاوہ عموماً وہ رسائل جن کا فائل کسی جلد بندی کی شکل میں نہیں ہوتا زیادہ ناگفتہ بہ حالت میں ہوتے ہیں۔ بقول ڈاکٹر جمیل اختر:

''تحقیق میں مواد کی فراہمی کا ایک بڑا اور اہم ذریعہ رسائل ہیں لیکن کسی ایک لائبریری

میں رسائل کا مکمل فائل بھی دستیاب نہیں ہے اور نہ کسی لائبریری نے اس کا کوئی خاص اہتمام ہی کیا ہے۔ایسی صورت میں محقق کی دشواریوں کا اندازہ وہی لوگ لگا سکتے ہیں جو اس صورت حال سے دوچار ہوئے ہیں یا جنھیں تحقیقی کام کے سلسلے میں اس سے واسطہ پڑتا ہے۔‘‘(۹)

موجودہ دور علمی وفنی ترقی کا دور ہے جس میں لوگوں کے پاس وقت بہت کم ہے۔ پہلے کی نسبت علوم وفنون میں بہت زیادہ اضافہ ہوگیا ہے۔ روزانہ ہزاروں کتابیں اور متنوع رسائل وجرائد شائع ہو رہے ہیں۔ اب صورت حال یہ ہے کہ کسی ایک رسالے کی مکمل فائل کا مطالعہ کرانا بھی ممکن نہیں رہا۔علوم وفنون کے اس پھیلاؤ کی وجہ سے رسائل وجرائد کے اشاریے اہمیت اختیار کر گئے ہیں۔شاہد حنیف لکھتے ہیں:

’’موجودہ دور جس کو سائنسی دور بھی کہا جاتا ہے جہاں ہر چیز نے ترقی کی بہت سی منزلیں طے کر لی ہیں وہاں طباعت کی ترین سہولتیں فراہم ہونے کی وجہ سے ہر موضوع پر اس قدر لٹریچر شائع ہو رہا ہے کہ سب کا احاطہ کرنا نہایت مشکل ہوگیا ہے۔ان حالات میں کتابوں یا رسائل کے بحر ذخار میں خاص موضوع تک رسائی اس سے بھی زیادہ مشکل امر ہے۔کتابوں اور رسائل کے اشاریے اسی مشکل کو حل کرنے کے لیے تیار کیے جاتے ہیں۔اشاریے کی حیثیت ایک منظّم رہنما کی ہے جس کی مدد سے ہم نہایت قلیل وقت میں اپنے مطلوبہ موضوع تک رسائی حاصل کر سکتے ہیں۔‘‘(۱۰)

رسائل چونکہ مفید علمی وادبی اور تحقیقی وتنقیدی مواد پر مشتمل ہوتے ہیں۔ بہت سے ایسے لکھاری،نقاد،محقق اور شاعر جن کا علمی وادبی اثاثہ کتابی شکل میں سامنے نہیں آتا ان کے مضامین اور شاعری ان رسائل کے صفحات میں محفوظ مل جاتے یں۔

’’کسی بھی تحقیقی اور علمی جریدے کا اشاریہ جہاں ایک سطح پر تخلیقی،تنقیدی،تحقیقی اور تاریخی خدمات کے ریکارڈ کو منظر عام پر لانے میں ممد ثابت ہوتا ہے،وہاں آنے والے کل کے اعتبار سے تحقیقی رویوں کو مزید بہتر خطوط پر استوار کرنے کے ضمن میں مہمیز کا کام بھی کرتا ہے۔‘‘(۱۱)

رسائل ہماری علمی وادبی روایت کی امانتداری کا فریضہ بھی سرانجام دے رہے ہوتے ہیں۔اور یہ عصری تقاضوں اور روحِ عصر سے بھی روشناس کرانے کا وسیلہ بھی ثابت ہوتے ہیں۔ رسائل کی ان تمام خصوصیات اور اہمیت کے پیش نظر ان کے مندرجات؛ مضامین ومقالات،شاعری،اداریوں اور دیگر متفرق تحریروں کا اشاریہ بنانا محققین کی سمت نمائی کے لیے ایک اہم سنگ میل ثابت ہوسکتا ہے۔بقول ڈاکٹر جمیل اختر:

’’رسائل کے اشاریے کی اہمیت محقق کے لیے یوں بھی ہے کہ رسائل کے اندر ایک ہی موضوع پر متنوع مضامین مل جاتے ہیں۔بسا اوقات ایک مضمون سے جتنی معلومات حاصل ہو جاتی ہیں وہ کبھی کبھی پوری کتاب سے بھی فراہم نہیں ہوتی۔‘‘(۱۲)

ہمارے ہاں تحقیق کی سست روی کی ایک بڑی وجہ مواد کی عدم فراہمی بھی رہی ہے۔کتب ورسائل اور مطلوبہ موضوعات کے حوالے سے مواد کا نہ ملنا محققین اور خصوصاً تحقیق میں نوآوردوں کے لیے حوصلہ شکنی کی صورت اختیار کر جاتا ہے۔اگر کسی لائبریری میں مواد دستیاب بھی ہو تو یہ معلوم کرنے کا کوئی ذریعہ موجود نہیں ہوتا کہ کس قسم کا مواد دستیاب ہے؟ کہاں سے ملے گا؟ متعلقہ موضوع کے حوالے سے کن کن رسائل میں مضامین ومقالات شائع ہو چکے ہیں۔اس کا ایک اہم وسیلہ صرف اور صرف رسائل کا اشاریہ ہی ہوسکتا ہے جو ہمیں درست سمت میں رہنمائی فراہم کرتا ہے۔اگر تمام رسائل کے اشاریے بن جائیں تو یہ رسائل اوران میں موجود علمی وادبی اور تحقیقی وتنقیدی خزانہ محفوظ ہوسکتا ہے جب کسی رسالے کا اشاریہ بن جائے گا تو اس سے قاری اور محقق صرف اور صرف مطلوبہ رسالے کے شمارے کا مطالعہ کرے گا۔اس طرح نہ صرف یہ کہ پڑھنے والوں کا وقت بچے گا بلکہ وہ کم وقت میں اپنے مطلوبہ ہدف تک پہنچ کر مطلوبہ مواد حاصل کرلے گا تو اس سے نہ صرف پڑھنے والے کوسکون اور مسرت بھی ملے گی۔اور وہ خستہ حال، پرانے اور گرد میں اٹے وقت کی دھول میں دبے بہت سے رسائل کی ورق گردانی سے بھی محفوظ رہے گا۔

> ''ادبی رسائل کے اشاریہ اس غرض سے مرتب کیے گئے ہیں اور کیے جارہے ہیں کہ وہ تحقیق کرنے والوں کی ضرورتوں کو بآسانی پورا کرسکیں۔رسائل کے اندر ایک ہی موضوع پر ایک خاص دور میں متعدد مضامین بیک وقت مل جاتے ہیں۔اس طرح ان ذخیروں سے اتنی معلومات فراہم ہوجاتی ہیں جو اکثر کتابوں سے بھی فراہم نہیں ہوسکتیں۔یہی وجہ ہے کہ دنیا کی مختلف زبانوں میں متعدد رسالوں کے اشاریے مرتب ہو چکے ہیں۔''(۱۳)

مثال کے طور پر ۱۹۴۶ء سے ۲۰۰۴ء تک افکار کے ۶۰۰ سے زائد خاص وعام شمارے شائع ہو چکے ہیں۔اول تو ان تمام رسائل تک رسائی ہی ایک مشکل کام ہے۔افکار کی زیادہ تر فائلیں غالب لائبریری کراچی میں محفوظ ہیں، جو شام میں صرف تین گھنٹے کے لیے کھلتی ہے۔اگر کسی کو افکار کے حوالے سے کوئی تحقیقی کام کرنا ہے تو ان تمام رسائل کو کھنگالنا ہوگا۔مہینوں غالب لائبریری کے چکر لگانے ہوں گے۔اوران رسائل کو تلاش کر کے اپنا مطلوبہ مواد ڈھونڈنا ہوگا۔ان میں سے بہت سے رسالے خستہ حال بھی ہیں اور گردوغبار کی وجہ سے الرجی، نزلہ، زکام جیسے مہلک امراض، میں مبتلا ہونے کا خطرہ بھی۔اگر ان شماروں کا اشاریہ بن جائے اور کوئی ادارہ اس اشاریے کو کتابی شکل میں شائع بھی کردے تو اس علمی وادبی خزانے کی کلید صرف چندسوروپے میں ہرکسی کے ہاتھ آسکتی ہے اوراس کلید کی مدد سے اپنے مطلوبہ مواد کی تلاش بہت آسانی سے اور کم وقت میں کی جاسکتی ہے۔اس سارے عمل سے ایک تو اشاریہ سازی اور تحقیق کے شعبے کو فروغ ملے گا دوسرا قارئین اور کتاب دوست لوگوں کو ایک عمدہ تحقیقی کتاب مل جائے گی۔تیسرا وقت کی بچت لازمی ہوگی۔چوتھا یہ شمارے بھی بار بار کھلنے اور دیکھے جانے کے عمل کے نتیجے میں پیدا ہونے والی شکستگی سے محفوظ ہوجائیں گے۔

رسائل سے استفادہ کرنے والے قارئین اور محققین اس بات سے بخوبی آگاہ ہوتے ہیں کہ یہ رسائل ان کے تحقیقی کام کے لیے تازہ بہ تازہ مواد کی فراہمی کا باعث بننے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ان قدیم وجدید رسائل میں عام طور پر قیمتی اور تاریخی اہمیت کے قابل چیزیں دستیاب ہوجاتی ہیں۔رسالہ اس مختصر کتاب کو کہتے ہیں جو مختلف قسم کے مقالوں، مضامین، افسانوں، انشائیوں، غزلوں اور نظم کی دیگر اصناف

کے منتخب نمونوں پر مشتمل ہوتی ہے۔اسی طرح جراید''جریدہ'' کی جمع ہے۔جریدہ عام طور پر روزانہ، سہ روزہ ہفت روزہ، اور پندرہ روزہ ہوتا ہے۔اگرچہ بعض اوقات روزناموں اور سہ روزہ اشاعت کے حامل جریدوں میں بھی فکری اور تحقیقی تحریریں شائع ہوتی ہیں لیکن ہفتہ وار یا پندرہ روزہ جریدوں میں اکثر معیاری تحریریں مل جاتی ہیں۔ان رسائل وجرائد کی اہمیت اپنی جگہ تسلیم شدہ ہے۔(۱۴)

رسائل کی اشاریہ سازی کا عمل انجام دینے کے لیے کتابوں کی اشاریہ سازی کی طرح بقول ڈاکٹر جمیل اختر: بنیادی اصول تو وہی رہیں گے صرف ترتیب عنوانات میں تھوڑی سی تبدیلی کرنی پڑے گی۔تب یہ مکمل طور پر سائنٹفک اور تحقیقی نقطہ نگاہ سے بھی مفید ہوں گے یہ ترتیب درج ذیل تین طریقوں سے عمل میں آسکتی ہے:

۱۔بہ لحاظ عنوان ۲۔بہ لحاظ موضوع ۳۔بہ لحاظ مصنف

اور ان تین طریقوں میں حروف تہجی کی ترتیب (Alphabetical order) کا خاص خیال رکھنا ہوگا تبھی یہ مکمل سائنٹفک ہوسکے گا۔(۱۵)

کتب اور رسائل کے علاوہ اخبارات کا اشاریہ بھی بنیادی معلومات اور حصول مواد کے لیے ایک اہم ذریعہ ثابت ہوسکتا ہے۔اخبارات کا اشاریہ شخصی کے علاوہ موضوعاتی بھی بنایا جاسکتا ہے۔دونوں اپنی جگہ اہمیت کے حامل ہیں۔ایک کتاب کے آخر میں جو ناموں یا مقامات کے حوالے سے اشاریہ دیا جاتا ہے اس قسم کا اشاریہ اخبارات کے لیے زیادہ مفید نہیں ہوسکتا کیونکہ کتاب تو مختلف لائبریریوں سے باسانی مل جاتی ہے جب کہ اخبارات تمام لائبریریوں پر دستیاب نہیں ہوتے۔بہت کم لائبریریاں ایسی ہیں جہاں مختلف اخبارات کی مکمل فائلیں دستیاب ہوتی ہوں۔اخبارات کو اس کے سائز اور حجم کی وجہ سے فائلوں کی شکل میں محفوظ رکھنا مشکل ہوتا ہے۔بہت سے اخبارات دیکھنے اور پڑھنے میں شکست وریخت کا شکار ہونا شروع ہوجاتے ہیں کیونکہ ان کا کاغذ اتنا عمدہ نہیں ہوتا۔مگر یہ اخبارات ایک مفید حوالہ کی حیثیت رکھتے ہیں۔جن کو نظر انداز کرنا بہت سے حقائق سے آنکھ چرانے کے مترادف ہوگا۔

> ''تاریخی دستاویزات کے حوالے سے اخبارات کی اہمیت کسی طویل بحث وتمحیص کی محتاج نہیں۔تاریخ وثقافت کے بعض پہلو انہی کے مطالعے سے واضح ہوتے ہیں۔مگر ان سے استفادہ جب ہی بہتر طور پر ممکن ہے کہ ان کے اشاریے مرتب ہوکر شائع ہوں۔اشاریے کا مقصد کسی دستاویز کے مندرجات کو آشکار کرنا اور قاری کو ایک طائرانہ نظر میں وہ سب کچھ مہیا کرنا ہے کہ جس کی اسے جستجو ہو اور اسے اپنے مطلب کے مواد کی تلاش کے کام آسانی ہو۔بکھری ہوئی معلومات کی طرف راہنمائی کے لیے اشاریے مؤثر کردار ادا کرتے ہیں۔''(۱۶)

تحریک پاکستان میں اخبارات کے کردار سے کون واقف نہیں۔آزادی کے حوالے سے کئی اخبارات نے تحریک پاکستان کے دوران برصغیر کے مسلمانوں کی ذہن سازی کا فریضہ سرانجام دیا۔اس حوالے سے''زمیندار''،کامریڈ''،''الہلال''،''ہمدرد''،''انقلاب'' اور نوائے وقت'' وغیرہ جیسے اخبارات کے فعال کردار سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔تحریک پاکستان کے حوالے سے جدوجہد کی ایک داستان ان اخبارات کے سینوں میں محفوظ ہے۔بلکہ نہ صرف برصغیر کے لوگوں کے حالات وواقعات بلکہ پوری دنیا میں پل پل بدلتے منظرنامے اور سیاسی

وسماجی، معاشی ومعاشرتی تغیرات بھی ان اخبارات کی تحریروں میں دیکھے جاسکتے ہیں اور موجودہ عہد کے تناظر میں ان کا تجزیاتی مطالعہ بھی کیا جاسکتا ہے۔ اپنی افادیت اور اہمیت کے حوالے سے ان اخبارات کی حیثیت دستاویزات کی سی ہے۔ بقول سرفراز حسین مرزا

''دستاویزات کی اہمیت کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ بالخصوص ایسی دستاویزات جو قوموں کی تاریخ پر روشنی ڈالتی ہوں۔''(۱۷)

اردو میں اشاریہ سازی کا آغاز بہت دیر سے ہوا۔ شروع میں فہرست سازی کا رواج ہوا اور بعد میں اشاریہ سازی کی روایت سامنے آئی۔ ابوسلمان شاہجہان پوری کے بقول اردو میں پہلا جریدہ ''الہلال'' کلکتہ تھا جس نے اردو میں اشاریہ نویسی کی روایت کا آغاز کیا۔ الہلال ۱۳ جولائی ۱۹۱۲ء میں جاری ہوا۔ دسمبر میں جب اس کی پہلی جلد مکمل ہوئی تو ۸ جنوری ۱۹۱۳ء سے اس کی دوسری جلد کا آغاز ہوا اسی میں پہلی جلد کے مضامین کا اشاریہ بھی شامل تھا۔ الہلال کی یہ روش اس کے پہلے دور (۱۹۱۳-۱۹۱۲ء) میں جاری رہی۔ اشاریہ سازی کا طریقہ مولانا ابوالکلام آزاد نے مصر و شام کے عربی جرائد سے سیکھا ہوگا جو ان کے پیش نظر رہتے تھے۔ (۱۸)

الہلال کا انڈیکس دو حصوں میں تقسیم ہوتا تھا۔ فہرست مضامین اور فہرست تصاویر۔ فہرست مضامین کو دو حصوں نثر و نظم کے عنوانات کے حوالے سے تقسیم کیا گیا ہوتا تھا۔ ابوسلمان شاہجہان پوری لکھتے ہیں:

''ان دونوں حصوں میں ان کے عنوانات بہ ترتیب حروف تہجی مضامین، نثر و نظم کو الگ الگ مرتب کیا گیا ہے اور تصاویر کی فہرست میں ہر تصویر کی تعارفی تحریر (کیپشن) کو تصویر کا حوالہ قرار دیا ہے۔ اردو میں انڈیکس سازی کا یہ سادہ اور ابتدائی طریقہ تھا جو آگے چل کر ایک بڑی علمی روایت کا موجب ہوا۔''(۱۹)

جولائی ۱۹۱۶ء میں معارف، اعظم گڑھ سے جاری ہوا تو اس کے مشمولات کی فہرست پہلے سال بہ سال پھر جلد کا دورانیہ ششماہی ہونے کے بعد ششماہی فہرست بہ لحاظ موضوعات مرتب کی جاتی تھی۔ اور اس روایت کو تادیر قائم رکھا۔ معارف کی اس روایت کا اثر دوسرے رسائل پر بھی ہوا۔ ماہنامہ ''برہان'' جو کہ ندوۃ المصنفین دہلی کا ترجمان تھا اپنے آغاز ہی سے اس روایت پر قائم رہا۔ اس کے علاوہ کچھ رسائل نے اپنی تاریخ کے خاص دور کے ''مدتی اشاریے'' بھی مرتب کیے۔ اس ضمن میں خدا بخش اورینٹل پبلک لائبریری پٹنہ نے اپنے سو شماروں کا ایک انڈیکس مرتب کیا۔ اسی قسم کا انڈیکس بناتے ہوئے ترجمان القرآن، لاہور، فکر و نظر اسلام آباد، نقوش لاہور، آج کل دہلی کے اشاریے مرتب کیے گئے۔ (۲۰)

اول اول صحیفہ کے شمارہ ۱ تا ۳۸ کے حوالے سے ملک احمد نواز کا مرتب کردہ مصنف وار اشاریہ اپریل ۱۹۶۷ء کے شمارے میں شائع ہوا تھا، اس کے بعد ملک احمد نواز کا ہی مرتب کردہ اشاریہ جنوری ۱۹۷۱ء میں شائع ہوا جو کہ شمارہ ۳۹ تا ۵۳ تک کا احاطہ کرتا تھا۔ اکتوبر ۱۹۹۹ء میں ڈاکٹر نثار فیضی نے ۱۹۵۷ء سے ۱۹۹۰ء تک کی موضوعاتی فہرست مرتب کی تھی۔ یہ اقبال سے متعلق مصنف وار اشاریہ تھا۔ اسی ضمن میں اقبال اکادمی پاکستان کے زیر اہتمام شائع کیے جانے والے مجلّے اقبالیات (اردو) کی جلد نمبر ۴۸، شمارہ ۳، مطبوعہ جولائی۔ ستمبر ۲۰۰۷ء میں سہ ماہی 'صحیفہ' میں اقبالیاتی ادب کے عنوان سے محمد اصغر کا مرتب کردہ اشاریہ بھی قابل ذکر ہے۔ (۲۱)

صحیفہ کا پچاس سالہ اشاریہ صحیفہ کے ۱۸۹ شماروں کا احاطہ کرتا ہے۔ اسے کتابی شکل میں مجلس ترقی ادب نے ۲۰۰۸ء میں شائع کیا

ہے۔ یہ اشاریہ تین حوالوں سے بنایا گیا ہے۔ ایک شمارہ وار، دوسرا موضوع وار اور تیسرے مصنف وار۔

ابوسلمان شاہجہان پوری نے مولانا محمد علی جوہر کے انقلابی اخبار ''ہمدرد'' دہلی،'' کامریڈ'' کے کچھ شماروں کا اشاریہ ''مولانا محمد علی جوہر اوران کی صحافت'' (۱۹۸۳ء کراچی) کے آخر میں شامل کر دیے، مولانا ابوالکلام آزاد کی زیر ادارت شائع ہونے والے اخبار ''لسان الصدق'' کلکتہ، کا مکمل اشاریہ ''الندوہ'' لکھنو میں شائع ہونے والے مولانا ابوالکلام آزاد کے تمام مضامین کا اشاریہ ''البلاغ'' کلکتہ کئے مضامین کا اشاریہ تحریک خلافت کے ترجمان ''پیغام'' کلکتہ کا اشاریہ ''الجامعہ'' کلکتہ کے مضامین کا اشاریہ ''الہلال'' کلکتہ کا اشاریہ بھی ابوسلمان شاہجہان پوری نے مرتب کر کے ''مولانا ابوالکلام آزاد کی صحافت'' میں شامل کیے۔ (۲۲)

۱۹۷۶ء میں سید سرفراز علی رضوی نے سہ ماہی ''اردو'' کا اشاریہ ترتیب دیا۔ ۱۹۷۹ء میں ہی سہ ماہی ''فکر و نظر'' کا اشاریہ احمد خان نے مرتب کیا۔ مصباح العثمان کی مرتبہ سہ ماہی ''اردو'' کے اشاریے کی جلد دوم ۲۰۰۰ء میں شائع ہوئی۔

نقوش کے شمارہ ادب عالیہ نمبر ۱۹۶۰ء میں اس کے دس سالہ شماروں کے مشمولات کی فہرست شائع کی گئی۔ اس میں عنوان اور لکھنے والے کا نام ہے مگر باقی ضروری حصے موجود نہیں، یعنی صفحہ نمبر نہیں دیے گئے۔ اسی طرح شمارہ ۱ سے شمارہ ۱۰۸ تک مضامین کا اشاریہ ملک احمد نواز نے ترتیب دیا۔ جو کہ اپریل مئی ۱۹۶۸ء میں نقوش میں شائع ہوا۔ شمارہ ۱۳۰ رسول نمبر تھا یہ تیرہ جلدوں میں دسمبر ۱۹۸۲ء سے جنوری ۱۹۸۵ء تک شائع ہوا۔ اس کی بارہ جلدوں کا اشاریہ سید جمیل احمد رضوی نے ترتیب دیا۔ اشاریہ نقوش کے عنوان سے سید جمیل احمد رضوی نے نقوش کے ۱۳۳ شماروں کا اشاریہ ترتیب دیا ہے۔ جو کہ نقوش محمد طفیل نمبر جلد دوم، شمارہ ۱۳۵ جولائی ۱۹۸۷ء میں شائع ہوا۔ یہ دو حصوں پر مبنی ہے پہلے حصے میں مقالات، نظمیں، غزلیں، افسانے، ڈرامے، خاکے، طنز و مزاح سمپوزیم متفرقات جبکہ دوسرے حصے میں دینی، ادبی مقالات اور مضامین، منظومات کے عنوان سے حمد و نعت، نظمیں غزلیں، شخصیات (بشمول آپ بیتی)، مکاتیب، افسانے، ڈرامے (بشمول ناولٹ)، خاکے، سمپوزیم رپورتاژ، سفرنامہ، انٹرویو، متفرقات شامل ہیں۔ (۲۳)

ڈاکٹر امتیاز ندیم نے ماہنامہ مخزن (۱۹۰۱ء) کی مکمل اشاریہ سازی کی ہے۔ اس مقالہ پر انھیں بنارس یونیورسٹی سے پی ایچ ڈی کی ڈگری تفویض ہوئی۔ اس مقالہ کے دوسرے باب میں نثری مضامین کی اشاریہ سازی کی گئی ہے۔ باب سوم میں شعری حصے کی اشاریہ سازی ہے اور باب چہارم میں اشاریہ تصویر پیش کیا گیا ہے۔ اس طرح مصنف نے مخزن کے ۳۲۰ میں سے دستیاب ہونے والے ۳۰۶ شماروں کا اشاریہ پیش کیا ہے۔ (۲۴)

ماہنامہ معارف نے ''ماہنامہ معارف کے اشاریے'' کے عنوان سے اپریل مئی ۱۹۹۹ء میں جمشید ندوی (ریسرچ اسکالر عربی علی گڑھ مسلم یونیورسٹی) کے مرتب کردہ اشاریے کا ایک حصہ شائع کیا۔ (۲۵) عطا خورشید اور صابرہ بیگم نے ماہنامہ ''معارف'' اور سہ ماہی ''تحریر'' کے اشاریے ترتیب دیے۔ پروفیسر نثار احمد فاروقی نے غالب کا اشاریہ ترتیب دیا جو رسالہ برہان اور سہ ماہی ''تحریر'' میں تین یا چار قسطوں میں شائع ہوا۔ معین الرحمٰن اور ابن قیصر نے بھی غالب کے اشاریے تیار کیے۔ اس میں شک نہیں کہ جمیل اختر کا کام کافی وسیع اور وقیع ہے انھوں نے رسالہ ''آج کل'' کا اشاریہ رسالے کے آغاز سے ۱۹۸۶ء تک تقریباً چھ سو شماروں کا احاطہ کیا اور یہ کتاب اردو اکادمی دلی سے شائع ہوئی۔ یہ کام یقیناً اہمیت کا حامل ہے۔ اسلام الدین اور نجم الحسن انجم ادیب کے ترتیب دیے ہوئے غالب کے اشاریے چار قسطوں میں ''ہماری زبان'' میں شائع ہوئے۔ اس کے علاوہ سید مسعود حسن کی نئی تحقیق کے مطابق جو تفصیلات انھوں نے اپنے مضمون ''اردو رسائل کے اشاریے'' کے

عنوان کے تحت ماہنامہ اردو بک ریویو جولائی ۔اگست کے شمارہ ۳۳۔۴۳ صفحہ ۳۵ تا ۴۰ میں پیش کی ہیں، وہ خاصی امید افزا ہیں ۔انھوں نے اشاریے کی اکیس کتابوں کی نشاندہی کی ہے ۔اس کے علاوہ جو اشاریے شائع ہو چکے ہیں اور جو کسی وجہ سے شائع نہیں ہو سکے ان سب کی تعداد تقریباً ۹۰ بتائی گئی ہے۔(۲۶)

شمیم جہاں کا اشاریۂ غالب ''اردو ادب'' اور ''ہماری زبان'' سے ترتیب دیا گیا ہے۔ ''اردو'' اور ''اردو ادب'' ۱۹۲۱ء سے ۱۹۹۷ء تک ہماری زبان ۱۹۳۹ء سے ۱۹۹۷ء تک جتنے فائل انجمن کی لائبریری میں موجود تھے اس مواد میں سے یہ اشاریہ ترتیب دیا گیا۔(۲۷)

ڈاکٹر فرزانہ خلیل کے مرتب کردہ اشاریے میں رسالہ جامعہ میں جتنے مضامین شائع ہوئے ہیں ان مضامین کو موضوعات کے تحت تقسیم کیا گیا ہے اور پھر حروف تہجی کے اعتبار سے مرتب کیا گیا ہے ۔ یہ اشاریہ دس موضوعات میں تقسیم ہے۔

۱۔شذرات، ۲، سیاست، ۳۔تعلیم، ۴۔تہذیب، ۵۔تاریخ، ۶۔شخصیات، ۷۔مذہب، ۸۔معاشیات، ۹۔ادب کی مختلف اصناف، ۱۰۔متفرقات

کتابوں کے آخر میں جو اشاریے شامل کیے جاتے ہیں وہ تین قسم کے ہوتے ہیں۔

۱۔ناموں کے اشاریے، یعنی کسی شخص کا نام کتاب میں کہاں کہاں اور کتنی بار آیا ہے۔

۲۔کتب حوالہ جات، جس کے ساتھ مخطوطہ، مطبوعہ صورت کی بھی نشاندہی کر دی جاتی ہے، اگر کوئی نایاب نسخہ ہے تو اس کی نشاندہی اور کہاں موجود ہے یہ بھی وضاحت کر دی جاتی ہے۔ کہ کس کتب خانے میں کس نمبر کے تحت موجود ہے۔

۳۔کسی کتاب میں موجود اصطلاحات و مخصوص الفاظ کا اشاریہ، اس میں اصطلاحات کے معانی بھی دیے جاتے ہیں۔اور یہ بھی بتایا جاتا ہے کہ اصطلاح یا الفاظ کون سے صفحہ پر موجود ہے۔(۲۸)

راقم الحروف نے اپنے پی ایچ ڈی کے مقالے کے لیے افکار کے خصوصی شماروں میں شائع ہونے والے مضامین کا اشاریہ تیار کیا ۔ان خصوصی نمبروں میں یک موضوعی نمبر، شخصیات نمبر اور اصناف ادب نمبر شامل ہیں۔ یہ اشاریہ انجمن ترقی اردو سے ۲۰۰۸ء میں مقالے میں شائع ہوا۔(۲۹) اسی طرح ''اخبار اردو'' اسلام آباد کے بیس سال مکمل ہونے پر اس کا بیس سالہ اشاریہ راقم الحروف نے بنایا جو کہ ''اخبار اردو'' جولائی، اگست، ستمبر ۲۰۰۱ء کے شمارے میں شائع ہوا۔اسی طرح اخبار اردو کے پچیس سال مکمل ہونے پر راقم الحروف نے اخبار اردو اسلام آباد کا پچیس سالہ شماریاتی اشاریہ بنایا جو کہ دسمبر ۲۰۰۶ء کے شمارے میں شائع ہوا۔ راقم الحروف کا مرتب کردہ اخبار اردو کا تیس سالہ اشاریہ مقتدرہ قومی زبان اسلام آباد سے ۲۰۱۰ء میں کتابی شکل میں شائع ہوا۔(۳۰)

اسی طرح راقم الحروف نے بریڈفورڈ سے شائع ہونے والے مخزن کے سات شماروں کے مضامین کا اشاریہ تیار کیا جو کہ شاہ عبداللطیف یونیورسٹی خیر پور سندھ کے تحقیقی مجلّہ الماس میں ۲۰۱۰ء میں شائع ہوا۔ پھر مخزن کے ۹ شماروں کے مضامین کا اشاریہ بریڈفورڈ سے شائع ہونے والے مجلّہ مخزن ۱۰ میں ۲۰۱۱ء میں شائع ہوا۔

قیام پاکستان کے بعد کئی اخبارات سامنے آئے۔جن میں نوائے وقت، جنگ، امروز، مشرق، خبریں، ایکسپریس، ڈان، پاکستان ٹائمز، دی نیشن، جناح، مرکز، پاکستان، اوصاف اور دیگر بہت سے اخبارات شامل ہیں۔ان اخبارات میں پاکستان کی عہد بہ عہد سیاسی و سماجی، معاشی و معاشرتی، علمی و ادبی اور صحافتی سرگرمیوں کا مطالعہ کیا جا سکتا ہے۔اخبارات نہ صرف یہ کہ تازہ خبروں کو ہم تک پہنچانے کا ایک اہم ذریعہ ہوتے ہیں بلکہ اخبارات زندگی کے دوسرے مختلف شعبوں کے حوالے سے بھی معلومات اور تازہ صورتحال ہم تک پہنچانے میں اہم کردار ادا

کرتے ہیں۔

اخبارات کچھ عرصہ گزرنے کے بعد نہ صرف تاریخ نویسی کے لیے بنیادی ماخذ کا درجہ حاصل کر لیتے ہیں بلکہ خود تاریخ کا ایک حصہ بن جاتے ہیں۔(۳۱)

ان اخبارات میں نہ صرف قومی بلکہ بین القومی نوعیت اور اہمیت کی حامل تحریروں اور حقائق کا ریکارڈ محفوظ ہے۔ چونکہ بیشتر اخبارات میں استعمال ہونے والا کاغذ اتنا عمدہ نہیں ہوتا اس لیے وقت گزرنے کے ساتھ ان اخبارات کا کاغذ خستہ، بوسیدہ اور شکستہ ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ اب اگر کسی موضوع سے متعلق ان تمام اخبارات کی چھان پھٹک کی جائے تو اس سے نہ صرف یہ کہ بہت زیادہ وقت ضائع ہوگا بلکہ یہ بھی ہے کہ پرانے اور بوسیدہ اخبارات کے پھٹنے یا خراب ہونے کے خدشے کو بھی رد نہیں کیا جا سکتا۔

ان اخبارات کی دستاویزی حیثیت کے پیش نظر یہ ضروری ہوگا کہ ہمارے پاس کوئی ایسی کتاب ہو جہاں سے ہمیں ان اخبارات کے مشمولات اور مندرجات کے بارے میں معلوم ہو جائے کہ کون سی چیز یا کون سا مواد کس اخبار کے کس صفحہ پر موجود ہے۔ اس سے یہ فائدہ ہوگا کہ بجائے اس کے کہ کئی سال کی فائل کا مطالعہ و مشاہدہ کیا جائے ہم مطلوبہ اخبار تک ہماری رسائی ہو جائے اور ہم اپنا مطلوبہ مضمون یا مواد بآسانی بغیر کسی وقت اور دقت کے حاصل کر سکیں۔ اس مقصد کے لیے صرف اخبارات کے اشاریے ہی ہماری مدد کر سکتے ہیں۔

اخبارات کے اشاریے مختلف موضوعات کے حوالے سے ہو سکتے ہیں۔

اداریہ: کسی بھی اخبار میں اداریے کو بنیادی اہمیت حاصل ہوتی ہے کیونکہ اداریہ اخبار کی پالیسی کا ترجمان ہوتا ہے اور اس میں تازہ مسائل اور وقت اور حالات کے تقاضوں کے حوالے سے بات کی جاتی ہے۔

مضامین: سیاسی، ادبی، مزاحیہ، مذہبی، حالات حاضرہ، معلوماتی کالم، تعارفی کالم، خبری کالم، ادبی کالم، سیاسی کالم، مذہبی کالم، سائنسی کالم، معلوماتی کالم، تعلیمی کالم، فکاہیہ کالم، متفرق موضوعات، تبصرے، اشتہارات، مذاکرے، سیمینار، رپورتاژ، سفر نامہ، اشعار، افسانہ، کہانی، غزل۔ نظم، اشخاص

مقامات: مندرجہ بالا عنوانات کے تحت اخباری اشاریہ قارئین اور محققین کے لیے ایک مفید اور معلوماتی چیز بن جائے گا۔ جس کی مدد سے انھیں اپنے مطلوبہ مواد اور حقائق کی تلاش میں آسانی ہوگی اور یوں وہ بہت ہی کم وقت میں اپنے کام کو آگے بڑھانے میں کامیاب ہو سکیں گے۔ اخبارات کے حوالے سے اشاریہ سازی کے میدان میں ابھی بہت گنجائش ہے اس حوالے سے ابھی بہت سا کام ہونا باقی ہے۔

اخبارات کے حوالے سے یہ بات ڈھکی چھپی نہیں ہے کہ بہت سے اردو ادب کی نامور شخصیات اخبارات کے ساتھ وابستہ رہی ہیں۔ بہت سی ادبی شخصیات کے مستقل کالم بھی اخبارات کی زینت بنتے رہے ہیں۔ اردو ادب کا ایک بہت بڑا ذخیرہ ان اخبارات کے صفحات میں محفوظ ہو کر اردو کی ادبی و صحافتی تاریخ کا حصہ بن چکا ہے۔ چونکہ یہ اخبارات تمام لائبریریوں میں موجود نہیں ہوتے اس لیے پرانے اخبارات کو دیکھنے اور ان سے استفادہ کرنے میں دقت کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ ان اخبارات تک قارئین یا محققین کی پہنچ ہو بھی جائے تو مطلوبہ مواد کے بارے میں آگاہی نہ ہونے کی وجہ سے مطلوب اخبار تک رسائی ممکن نہیں ہوتی۔ یہ اشاریے اسی ضرورت اور کمی کو پورا کرنے کے لیے ترتیب دیے جانے بہت ضروری ہیں اور صحیح معنوں میں اردو ادب و صحافت کی ایک بڑی خدمت ہوگی۔

رسائل و جرائد کی اشاریہ سازی کے وقت سب سے پہلے تو عمومی درجہ بندی کی جائے۔ جیسے شاعری، نثر۔ پھر اس کے بعد شاعری

کے ضمن میں حمد، نعت، غزل، نظم، قصدیدہ، رباعی، قطعہ وغیرہ کے حوالے سے موضوعات ترتیب دیے جائیں۔ پھر اس کے بعد مزید درجہ بندی ہوسکتی ہے۔ جیسے نظم کے ضمن میں نظم معریٰ، آزادنظم، نثری نظم، سانیٹ، ہائیکو، وغیرہ

اسی طرح نثر میں تخلیقی اور غیر تخلیقی نثر۔ سفرنامہ، ناول، خودنوشت، طنزومزاح، افسانہ، انشائیہ مضامین، پھر اس کی مزید تقسیم جیسے مضامین کے حوالے سے علمی، ادبی، تحقیقی، تنقیدی، سائنسی اور دیگر مضامین اسی طرح طنزومزاح میں پیروڈی، لطیفے، کارٹون، تحریف نگار، ظرافت۔

رسائل وجرائد کا اشاریہ چونکہ مضمون، شعر یا مطلوبہ مواد، اس کے مصنف، جلد نمبر، شمارہ نمبر، مہینہ اور سن اشاعت، مقام اشاعت ،صفحہ نمبر کا متقاضی ہوتا ہے اسی وجہ سے اشاریہ نگار کے لیے ضروری ہے کہ وہ تمام اندراجات پوری صحت اور درستی کے ساتھ درج کرے۔ اندراجات درج کرتے وقت وہ کسی بھی قسم کے تعصب سے کام نہ لے۔ ذاتی پسند یا ناپسند کو اشاریہ سازی کے عمل پر اثر انداز نہ ہونے دے۔

کسی رسالے یا اخبار کے مشمولات کا جائزہ لینے سے پہلے ممکنہ موضوعات کو سامنے رکھا جاتا ہے۔ کسی بھی مضمون کا موضوع لکھنے سے پہلے اس مضمون کو غورر سے پڑھا جائے اسکی فہرست دیکھی جائے کہ وہاں موضوع کیا لکھا ہے۔ موضوعات ترتیب دینا ایک اہم کام ہوتا ہے۔ اشاریہ نگار کو موضوعات کی ترتیب اور موضوعات کی درجہ بندی میں انتہائی محتاط رہنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ ذرا سی سستی اور غفلت پورے اشاریے کو مجروح کرسکتی ہے۔ ایک مضمون کو اپنی جگہ سے غلط جگہ پہنچانے کی غلطی ہوسکتی ہے۔ رسائل کو کئی اقسام: ادبی رسائل، تحقیقی رسائل، تنقیدی رسائل، اسلامی رسائل، دینی رسائل، سائنسی رسائل، علمی رسائل، فکشن رسائل، تاریخی رسائل، فلمی رسائل میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔

آج جب کہ انسان پہلے کی نسبت بہت زیادہ مصروف ہوگیا ہے۔ زندگی کی متنوع مصروفیات نے انسان کو اس طرح الجھا کر رکھ دیا ہے کہ اس کے پاس سب کچھ ہے مگر وقت نہیں ہے۔ صورت حال بعض اوقات ایسی بھی ہوجاتی ہے کہ نہ صرف دوسروں بلکہ اپنوں اور بالخصوص اپنی ذات کے لیے بھی انسان کے پاس وقت نہیں ہوتا موجودہ دور اور ان حالات میں وقت کی بچت ایک اہم اور ضروری تقاضا ہے۔ جہاں تک تحقیق اور مطالعہ کا تعلق ہے تو اس ضمن میں اشاریہ سازی وقت کی بچت کا ایک اہم ذریعہ ہے۔ کسی کے پاس اتنا وقت نہیں ہے کہ وہ اپنے موضوع کے حوالے سے سینکڑوں ایسی کتب اور رسائل کا مطالعہ کرے جن کے بارے میں اس بات کا احتمال بھی ہو کہ مطالعہ کے بعد بھی ان میں سے شاید اسے اپنے مطلب کا سامان میسر نہ آسکے۔

رسائل کی اشاریہ سازی کے لیے پہلے کئی قسم کے کارڈ حروف تہجی کے حوالے سے تیار کیے جاتے تھے پھر ان کارڈوں کو سنبھال سنبھال کر رکھنا پڑتا تھا۔ ان میں سے کچھ کارڈوں کے گم یا ضائع ہونے کے امکان کو بھی رد نہیں کیا جاسکتا تھا اور پھر ان کی تحریر بھی بعض اوقات کاغذ پرانا ہونے کی وجہ سے سمجھ نہیں آتی تھی مگر اب کمپیوٹر نے یہ مشکل بھی آسان کردی ہے۔ اب ایک ہی فائل کو مختلف انداز میں مختلف آرڈر کے تحت اپنی مرضی کے مطابق تبدیل کیا جاسکتا ہے یا ترتیب دیا جاسکتا ہے۔

ایک محقق اور ماہر فن ہونے کے ناطے سے اشاریہ ساز جانتا ہے کہ رسائل اپنے موضوع اور اہمیت کے اعتبار سے علم کے ایک سمندر کی حیثیت رکھتے ہیں جس کی گہرائی میں جاکر اپنے کام کی چیزیں تلاش کرنا ایک دشوار اور محنت طلب کام ہے اسی طرح کسی رسائل اور اخبارات سے مطلوبہ مواد کو تلاش کرکے اس کا اشاریہ ترتیب دینا بھی ایک مشکل اور ماہرانہ کام ہے جسے ایک ماہر فن اشاریہ ساز ہی سرانجام دے سکتا ہے۔ اب یہ اشاریہ سازی کی تحقیق وجستجو ہے کہ وہ رسائل اور اخبارات میں بکھرے ہوئے مواد کو کن کن زاویوں سے دیکھتا ہے اور کس انداز سے اشاریے

کی لڑی میں پروتا ہے۔ایک اچھے اشاریہ ساز کی یہ کوشش ہوتی ہے کہ جس طرح ایک عالم اور محقق اپنے علمی اور تحقیقی نتائج کے جواہرات کو تحقیق کے دھاگے میں پروکر پیش کرتا ہے اسی طرح اشاریہ نگار بھی کتب اور رسائل وجرائد میں سے زائد کو چھوڑ کر اپنے مطلب کی چیزیں چُن کر اشاریہ کی مالا تیار کرتا ہے۔

اردو رسائل وجرائد کی اشاریہ سازی کے ضمن میں بہت سا کام ہو چکا ہے۔ چند ایک اشاریے درج ذیل ہیں:

اشاریہ آج کل (دہلی)، مرتبہ جمیل اختر، دہلی اردو اکیڈمی دہلی، ۱۹۸۸ء

اشاریہ ایوان اردو، دہلی، مئی ۱۹۸۷ء تا اپریل ۱۹۹۲ء) فاروق انصاری، شاہین ایڈورٹائزرس، دہلی، ۱۹۹۳ء

اشاریہ رسالہ جامعہ، مرتبہ شہاب الدین انصاری، ذاکر حسین انسٹی ٹیوٹ، نئی دہلی، ۱۹۹۴ء

وضاحتی کتابیات، گوپی چند نارنگ، مظفر حنفی، ترقی اردو بورڈ نئی دہلی، ۱۹۷۸ء

نوائے ادب (لاہور)، ''صحیفہ'' (لاہور)، ''شاعر'' (بمبئی)، ''ہماری زبان'' (پٹنہ)، ''نگار'' (کراچی) کے اشاریے مرتب ہو چکے ہیں۔

روزنامہ زمین دار اور تحریک آزادی، بہ اعتبار موضوع اور توضیحی اشاریہ ہے۔ یہ کسی روزنامے کا پہلا توضیحی اشاریہ ہے۔ یہ ترتیب کے حوالے سے ایک معیاری اشاریہ ہے۔ روزناموں کے حوالے سے دوسرا اشاریہ نوائے وقت کا ہے جو کہ سرفراز حسین نے ترتیب دیا ہے۔ (۳۲)

اشاریہ اردو (مصنف وار) سید سرفراز علی رضوی، انجمن ترقی اردو پاکستان

روزنامہ زمین دار اور تحریک آزادی، احمد سعید، مقتدرہ قومی زبان اسلام آباد

فکر ونظر (تفصیلی اشاریہ)، احمد خان، ادارہ تحقیقات اسلامی اسلام آباد

سب رس کراچی، اشاریہ نمبر (۸۹-۷۷) جون تا ستمبر ۱۹۹۰ء

ماہ نو کراچی، استقلال نمبر (۶۸-۴۸) اگست ۱۹۶۹ء

اشاریہ ترجمان القرآن، ادارہ معارف اسلامی لاہور

سہ ماہی تاریخ وسیاست، انجمن ترقی اردو پاکستان

سپارہ لاہور، اشارہ نمبر جنوری ۱۹۸۸ء (شمارہ ۱ تا ۲۵)

نقوش لاہور، محمد طفیل نمبر جلد دوم

ہمایوں، اورینٹل کالج میگزین، نسرین اختر (۵۸-۱۹۲۲)

معارف، برہان نومبر ۱۹۶۶ء

مجلّہ عثمانیہ، حیدرآباد پاکستان

برہان (جون تا اگست ۱۹۶۶ء)

اشاریہ نوائے وقت (۴۷-۱۹۴۴ء) سرفراز حسین، پاکستان اسٹڈی سنٹر پنجاب یونیورسٹی لاہور۔ (۳۳)

پاکستان کی یونیورسٹیوں میں ترتیب دیے جانے والے اشاریے درج ذیل ہیں: اورینٹل کالج میگزین (۸۵-۶۵) (وضاحتی

اشاریہ) مرتبہ سنجیدہ احمد، ۱۹۸۹ء

راوی (قیام پاکستان تک) (توضیحی اشاریہ) مرتبہ بدر منیر الدین، ۱۹۸۷ء

راوی (قیام پاکستان تک) (توضیحی اشاریہ) مرتبہ خواجہ خورشید احمد، ۱۹۸۷ء

رسالہ اردوئے معلیٰ

اشاریہ اردو (۸۸۔۶۶)

اوراق (۷۵۔۶۶) (توضیحی اشاریہ)

سپارہ (۷۲۔۶۲) وضاحتی، مرتبہ رضیہ سلطانہ، ۱۹۸۷ء

رسالہ جامعہ دہلی (۴۷۔۳۷) تلخیص، پروین اختر، ۱۹۶۵ء

سہ ماہی اقبال، وضاحتی، زریں اختر زیدی، ۱۹۸۷ء

رسالہ ہندوستانی، وضاحتی، طاہرانور ملک، ۱۹۶۵ء

صحیفہ (۴۰۔۲۱) وضاحتی، سلمٰی حمید، ۱۹۷۳ء،

صحیفہ (۶۰۔۴۱) وضاحتی، شاہدہ نسیم، ۱۹۷۳ء

برہان، وضاحتی، محمد امین سرور ۱۹۶۵

برہان، وضاحتی، جاوید احمد خان، ۱۹۶۶ء،

معارف، وضاحتی، فریدہ لطیف، ۱۹۶۵ء

مجلّہ اقبال (۸۹۔۷۴) وضاحتی، خیرالنساء، ۱۹۸۹ء

نیادور، (ا تا ۷۵) وضاحتی، ادیب زہرا کاظمی

رسالہ خیال، وضاحتی، زاہدہ نزہت، ۱۹۶۷ء

صدق جدید لکھنؤ (۶۰۔۵۰)، وضاحتی اشاریہ، فردوس اختر

ہمایوں (۵۷۔۲۲)، وضاحتی اشاریہ، شائستہ عظمت، ۱۹۶۵ء

ادبی دنیا لاہور، (۶۷۔۲۹)، وضاحتی اشاریہ، رشیدہ خاتون، نسرین ۱۹۶۸

اردوئے معلیٰ علی گڑھ، (تلخیص فہرست مضامین)، افروز مہر، ۱۹۷۰ء

مجلّہ اقبال ریویو (۶۷۔۶۰) وضاحتی اشاریہ، ناہید طلعت

نقوش (۷۱۔۴۸) وضاحتی اشاریہ، امتیاز بی بی

سویرا، وضاحتی اشاریہ، دل شاد بانو، ۱۹۷۱ء

نقوش میں ذخیرۂ اقبالیات، وضاحتی اشاریہ، زاہدہ تبسم، ۱۹۸۷ء

اقبال ریویو، (۸۶۔۷۶) شکیلہ علوی، ۱۹۸۷ء

معارف (٦٦۔۱۹۱٦ء) وضاحتی اشاریہ، شمیم اختر، یاسمین اختر، ۱۹٦٦ء

سہ ماہی اقبال (۴۷۔٦۸) وضاحتی اشاریہ، منیر برلاس

اورینٹل کالج میگزین (٦۴۔۴۵)

انیسویں صدی کے ادبی رسائل

پاکستانی رسائل بہ سلسلہ غالب صدی

شخصی اور دوسرے اشاریے

میر، سودا اور درد، مرتبہ سعادت نظیر، ۱۹۷۳ء

اشاریہ خطوط غالب (مولانا غلام رسول مہر) ساجدہ پروین ۱۹۸۷ء

اشاریہ شبلی وحالی، مسرت افزا، ۱۹۷۳ء۔ (۳۴)

اشاریہ ماہنامہ تدبر، لاہور، مرتبہ مولانا امین احسن اصلاحی، جنوری تا دسمبر ۲۰۰۰ء، (شمارہ ٦۱ تا ۷۰) مشمولہ اردو بک ریویو نئی دہلی، مارچ اپریل ۲۰۰۱ء، ص ۵۴

اشاریہ سہ ماہی بحث نظر، جنوری تا دسمبر ۲۰۰۰ء، (شمارہ ٦۱ تا ۷۰) مشمولہ اردو بک ریویو نئی دہلی، مارچ اپریل ۲۰۰۱ء، ص ۵٦

اشاریہ نعت رنگ، شمارہ ۱ تا ۲۰، مرتبہ محمد سہیل، کراچی، نعت ریسرچ سنٹر، ۲۰۰۹ء شفیق

اکیسویں صدی میں قومی زبان کے بابائے اردو نمبروں کے مضامین کا توضیحی اشاریہ (۲۰۰۰ء۔۲۰۱۰ء)، انعم نواز ۲۰۱۰

فکر ونظر اسلام آباد، سب رس کراچی، ماہ نو کراچی، راوی لاہور، ہمایوں لاہور، کتاب نما دہلی کے اشاریے بھی ترتیب پا چکے ہیں۔

اخبار اردو اسلام آباد (جزوی)، قومی زبان کراچی (جزوی)، بیاض لاہور، روشنی فیصل آباد کے اشاریے اور توضیحی اشاریے بھی بنا ئے جا چکے ہیں۔

رسالہ افسر کی وضاحتی کتابیات اور علمی وادبی خدمات، دولت خاتون، جامعہ عثمانیہ

جریدہ کی ادبی خدمات مع اشاریہ، جاوید خان آفریدی، ۱۹۹۹ء، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد

(اشاریہ رسالہ) نیا دور لکھنؤ ۱۹۵۵ء تا ۲۰۰۱ء، اطہر مسعود خان

رسالہ نیا دور کی ادبی خدمات مع توضیحی اشاریہ، غفور احمد، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد۔ (۳۵)

درج بالا رسائل وجرائد کے اشاریوں کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ کہا جا سکتا ہے کہ اردو میں رسائل کے حوالے سے اشاریہ سازی کی روایت مضبوط اور مستحکم بنیادوں پر استوار ہو رہی ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ حکومت کا کوئی تحقیقی ادارہ یا اردو کے حوالے سے کوئی ترقیاتی ادارہ رسائل وجرائد کے ترتیب دیے گئے اشاریوں کو نہ صرف یہ کہ کتابی شکل میں شائع کرنے کا اہتمام کرے بلکہ انٹرنیٹ پر بھی ان رسائل کے مطالعے ومشاہدے کی سہولت فراہم کی جائے اور ساتھ ہی ان رسائل کی سی ڈی تیار کر لی جائے تا کہ محققین اور قارئین اپنی مرضی اور موضوع کے مطابق ان سے استفادہ کر سکیں۔

حواشی وحوالہ جات

۱۔ ابولاعجاز حفیظ صدیقی، کشاف تنقیدی اصطلاحات، اسلام آباد، مقتدرہ قومی زبان، ۱۹۸۵ء، ص ۸۸

۲۔ مسکین علی حجازی، ڈاکٹر، پاکستان و ہند میں مسلم صحافت کی مختصر ترین تاریخ، ص ۱۷، سنگ میل پبلی کیشنز لاہور ۱۹۸۹ء

۳۔ انور سدید، ڈاکٹر، پاکستان میں ادبی رسائل کی تاریخ، ص ۲۳، اکادمی ادبیات اسلام آباد، ۱۹۹۲ء

۴۔ عبدالقادر قاضی، پروفیسر، حوالہ جاتی اشارے اور اصول، مشمولہ اخبار اردو اسلام آباد، جنوری ۱۹۸۹ء، جلد ۶، شمارہ ۱، ص ۱۲

۵۔ الٰہی بخش اختر اعوان، ڈاکٹر، اشاریہ مشمولہ مضمون اشاریہ مضامین مخزن (ڈاکٹر محمد اشرف کمال) مشمولہ مخزن ۱۰، بریڈفورڈ برطانیہ، ۲۰۱۱ء، ص ۲۰۰

۶۔ فرزانہ خلیل، ڈاکٹر، جامعہ (علی گڑھ) کا تنقیدی اشاریہ ۱۹۲۳ء تا ۱۹۴۷ء، دہلی، تخلیق کار پبلشرز، ۲۰۰۴ء، ص ۱۵

۷۔ جمیل اختر، ڈاکٹر، اردو میں رسائل کی اشاریہ سازی، مشمولہ اخبار اردو دسمبر ۱۹۹۸ء، ص ۱۹

۸۔ ایضاً

۹۔ ایضاً، ص ۱۸

۱۰۔ محمد شاہد حنیف، عرض مرتب، مشمولہ صحیفہ پچاس سالہ اشاریہ، لاہور، مجلس ترقی ادب، ۲۰۰۸ء، ص ۵۹

۱۱۔ ادارہ (مجلس ترقی ادب)، جمع متکلم، مشمولہ صحیفہ پچاس سالہ اشاریہ، لاہور، مجلس ترقی ادب، س ن، ص ۷

۱۲۔ جمیل اختر، ڈاکٹر، اردو میں رسائل کی اشاریہ سازی، ص ۱۹

۱۳۔ فرزانہ خلیل، ڈاکٹر، جامعہ (علی گڑھ) کا تنقیدی اشاریہ ۱۹۲۳ء تا ۱۹۴۷ء، ص ۱۵، ۱۶

۱۴۔ سلطان محمود، رانا، فن تحقیق مبادیات اصول اور تقاضے، لاہور، بک ٹاک، ۲۰۰۹ء، ص ۶۶

۱۵۔ عطش درانی، ڈاکٹر، جدید رسمیات تحقیق، لاہور، اردو سائنس بورڈ، ۲۰۰۵ء، ص ۴۳۵

۱۶۔ پیش لفظ، نوائے وقت، ص الف

۱۷۔ دیباچہ از سرفراز حسین مرزا مشمولہ اشاریہ نوائے وقت ص الف

۱۸۔ مقدمہ از ابوسلمان شاہجہان پوری، مشمولہ اشاریہ نعت رنگ شمارہ ۱ تا ۲۰، مرتبہ محمد سہیل شفیق، نعت ریسرچ سنٹر، ۲۰۰۹ء، ص ۱۱

۱۹۔ ایضاً

۲۰۔ ایضاً، ص ۱۱، ۱۲

۲۱۔ ادارہ (مجلس ترقی ادب)، جمع متکلم، مشمولہ صحیفہ پچاس سالہ اشاریہ، لاہور، مجلس ترقی ادب، س ن، ص ۸

۲۲۔ مقدمہ از ابوسلمان شاہجہان پوری، مشمولہ اشاریہ نعت رنگ، ص ۱۳، ۱۴

۲۳۔ جمیل احمد رضوی، سید، تعارف اشاریہ نقوش، مشمولہ نقوش لاہور، محمد طفیل نمبر جلد دوم، شمارہ ۱۳۵، جولائی ۱۹۸۷ء، ص ۱۴۰۴

۲۴۔ امتیاز ندیم، ڈاکٹر، ماہنامہ مخزن: اشاریہ اور ادبی خدمات، مشمولہ دوماہی گلبن لکھنؤ، جنوری تا اپریل ۲۰۰۸ء، ص ۱۲۰

٢٥۔ مقدمہ از نگار سجاد ظہیر مشمولہ نوے سالہ اشاریہ اعظم گڑھ جولائی ۱۹۱٦ء تا ۲۰۰۵ء مرتبہ محمد سہیل شفیق، کراچی، قرطاس، ۲۰۰٦ء، ص ١٧

٢٦۔ مقدمہ از شمیم جہاں، مشمولہ اشاریہ غالب، نئی دہلی، انجمن ترقی اردو ہند، ۱۹۹۸ء، ص ١٤

٢٧۔ ایضاً

٢٨۔ فرزانہ خلیل، ڈاکٹر، رسالہ جامعہ کا تنقیدی اشاریہ، ص ١٥

٢٩۔ محمد اشرف کمال، ڈاکٹر، اردو ادب کے عصری رجحانات کے فروغ میں مجلّہ افکار کراچی کا کردار، کراچی، انجمن ترقی اردو پاکستان، ۲۰۰۸ء

٣٠۔ محمد اشرف کمال، ڈاکٹر، اشاریہ اخبار اردو، اسلام آباد، مقتدرہ قومی زبان، ۲۰۱۰ء

٣١۔ احمد سعید (مرتب)، روزنامہ پیسہ اخبار اور تحریک آزادی۔ توضیحی اشاریہ ۱۹۰۷ء تا ۱۹٤٧ء، لاہور، مغربی پاکستان اردو اکیڈمی، ۲۰۰۳ء، ص i

٣٢۔ جمیل اختر، ڈاکٹر، اردو میں رسائل کی اشاریہ سازی، ص ۲۰

٣٣۔ ایضاً

٣٤۔ ایضاً، ص ۲۱

٣٥۔ رفیع الدین ہاشمی، جامعات میں اردو تحقیق، اسلام آباد، ہائر ایجوکیشن کمیشن، ۲۰۰۸ء، ص ۲۹۔ ۳۱